یہ مختصر تحریر مبتدی طلبہ کرام کی سہولت کے پیشِ نظر مرتب کی گئی ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد، ان شاء اللہ، علمِ منطق نہ صرف آسان بلکہ دل چسپ بھی محسوس ہو گا۔ مناسب ہو گا کہ اساتذۂ کرام کتاب کے باقاعدہ آغاز سے قبل اس تحریر کو طلبہ کے سامنے واضح انداز میں پیش کریں، تاکہ وہ آئندہ مباحث کو بہتر طور پر سمجھنے کے قابل ہو سکیں۔ اس طرح یہ تمہیدی تحریر طلبہ کے لیے نہایت مفید اور معاون ثابت ہو گی۔

التمہید فی المنطق

کاوش: محمد محمود نقشبندی تونسوی عفی عنہ

مدرس جامعۃ المدینہ فیضان پیر پٹھان تونسہ شریف پنجاب پاکستان

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: منطق کیا ہے؟

جواب: منطق ایسے مسائل کا نام ہے جن میں کسی شیئ کی تعریف، اور دلیل کے بارے بحث کی جاتی ہے،

سوال: اس کے پڑھنے سے کیا فائدہ حاصل ہو گا؟

جواب: اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ کسی شیئ کی تعریف کرتے وقت، یا کسی کو دلیل دیتے وقت بندہ اپنے ذھن کو غلطی سے بچا سکتا ہے۔

سوال: اس کی ذرا وضاحت فرمادیں۔

جواب: انسان اپنی زندگی میں "تعریف" اور "دلیل" دونوں سے کسی حال میں بھی مستغنی نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہی دونوں امور کشفِ مجہول کا ذریعہ ہیں۔ یعنی انہی کے ذریعے انسان کسی غیر معلوم شے کے بارے میں علم حاصل کرتا ہے۔

چنانچہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کسی شے کا مفہوم و معنی نہیں جانتا، تو وہ اس کے معنی کی تلاش کرتا ہے، اور یہ معنی اسے "تعریف" کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص "فقہ"، "حدیثِ متواتر" یا "منطق" کے بارے میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہیں، تو جب اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ فلاں فلاں چیز ہے، تو اسی کو تعریف کہا جاتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے ایک مجہول شے کا تعارف حاصل ہوا۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کسی شے کا معنی تو جانتا ہے، لیکن اسے اس کے صحیح یا غلط ہونے کا علم نہیں ہوتا۔ مثلاً وہ نہیں جانتا کہ:

کیا دین سے دوری امت کے لیے ترقی کا باعث ہے؟
کیا فاعل مرفوع ہوتا ہے؟
کیا اللہ عزوجل ایک ہے؟
یا کیا عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

تو ایسے مواقع پر وہ ان قضایا (جملوں) کی صحت کے بارے میں تحقیق کرتا ہے۔ جب اسے ان کا جواب مل جاتا ہے تو یہی "دلیل" کہلاتا ہے، کیونکہ دلیل انسان کو مطلوب تک پہنچاتی ہے اور اس کی رہنمائی کرتی ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ کبھی انسان ایسے مفرد کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس کا معنی اسے معلوم نہیں ہوتا، اور کبھی ایسے قضیے (جملے) کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس کی صحت اسے معلوم نہیں ہوتی۔ چنانچہ پہلا مجہول "تعریف" کے ذریعے دور ہوتا ہے اور دوسرا مجہول "دلیل" کے ذریعے۔

لیکن بسااوقات تعریف اور دلیل دونوں میں غلطی واقع ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے انسان مطلوب تک صحیح رسائی حاصل نہیں کر پاتا۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر ایک ایسے علم کی حاجت پیش آئی جس کے ذریعے صحیح تعریف اور درست دلیل قائم کرنے کے اصول معلوم ہو سکیں۔ چنانچہ اسی مقصد کے لیے "علمِ منطق" کو وضع کیا گیا۔

مثال کے طور پر، علمِ منطق میں یہ قاعدہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شے کی صحیح تعریف "جامع ومانع" ہونی چاہیے، یعنی وہ اپنے تمام افراد کو شامل کرے اور غیر کو خارج کرے۔

چنانچہ اگر آپ سے پوچھا جائے: "ما الصلاۃ؟" (نماز کیا ہے؟) اور آپ جواب دیں: "ھی عبادۃ ذات وضوء" (وہ وضو والی عبادت ہے)، تو یہ تعریف ناقص اور غیر مانع ہے، کیونکہ اس میں "طواف" بھی داخل ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ نماز نہیں ہے۔ اس طرح غیر معرَّف کا تعریف میں داخل ہونا، تعریف کے فاسد ہونے کا سبب بن گیا، اور یہ غلطی منطق کے مذکورہ قاعدے کی خلاف ورزی کی وجہ سے پیش آئی۔

اسی طرح منطق کا ایک اور اصول یہ ہے کہ دلیل ایسی ہونی چاہیے جو "ناقض" نہ ہو، یعنی ایسی کوئی صورت موجود نہ ہو جس میں دلیل تو پائی جائے مگر مدلول نہ پایا جائے۔

مثلاً نصاریٰ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) الٰہ ہیں، اور اس پر دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے، جو ان کے نزدیک الوہیت کی علامت ہے۔

اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اسی دلیل کی رو سے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی (معاذ اللہ) الٰہ ماننا لازم آئے گا، کیونکہ وہ تو بغیر ماں اور باپ دونوں کے پیدا ہوئے، حالانکہ کوئی بھی ان کی الوہیت کا قائل نہیں۔

لہٰذا یہ واضح ہو گیا کہ "بغیر باپ کے پیدا ہونا" الوہیت کی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ یہاں دلیل تو موجود ہے مگر مدلول موجود نہیں۔ اس طرح منطق کے اصول کے مطابق یہ استدلال باطل قرار پاتا ہے۔

ہم منطق کیوں پڑھتے ہیں ؟

یہاں پر ہم ایک اہم نقطہ تک پہنچ گئے اور وہ یہ ہے: کہ **ہم منطق کیوں پڑھتے ہیں ؟**

جواب یہ: ہے کہ تاکہ ہم ایسے ضوابط جان سکیں جن کی وجہ سے تعریف اور دلیل میں لغزش اور غلطی سے محفوظ ہو سکیں۔

اسلاف منطق سے کیوں مستغنی تھے؟

اور اگر اس پر یہ سوال کیا جائے کہ **اس کی اتنی اہم ضرورت تھی تو پھر ہمارے اسلاف اس سے کیوں مستغنی تھے؟**

اس کا جواب یہ کہ وہ مستقیم العقل ،اور صحیح الفطرت تھے بخلاف ان کے بعد کے لوگوں کے کیونکہ انکی عقلوں میں فتور آگیا ،اور نہج سلیم سے ہٹ گئیں، جیسے کہ نحو سے صحابہ کرام اس کی تدوین سے مستغنی تھے مستقیم اللسان ہونے کی وجہ سے لیکن جب لوگوں کے کلام میں لحن داخل ہو رہا تھا تو نحو کو وضع کیا گیا،

سوال: بعض اسلاف سے اس کی مذمت کیوں وارد ہوئی ہے؟

جواب :ابتدائی طور پر اس کا اختلاط فلسفی مسائل اور یونانی عقائد کے ساتھ تھا جو عقائدِ اسلام کے خلاف تھے اس لیے بعض اسلاف نے اس کی مذمت کی ،اب علماء مسلمین نے اس کو یونانی عقائد اور مسائل سے پاک کر لیا، موجودہ منطق اسلامی ہے اور مذموم منطق یونانی تھی۔

منطق پڑھنے اور پڑھانے والوں کو فائدہ کیوں نہیں ہوتا؟

سوال: اگر فنِ منطق انسان کے ذہن کو خطا سے محفوظ کرتا ہے تو پھر ایسا کیوں دیکھا جاتا ہے کہ برسوں منطق پڑھنے اور پڑھانے والے بعض طلبہ و مدرسین بھی غلط فکری اور خطائی الاستدلال کا شکار ہو جاتے ہیں؟ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ منطق پڑھنے کا کوئی خاص فائدہ نہیں؟

جواب: جی نہیں، یہ نتیجہ درست نہیں۔ فنِ منطق اپنی ذات میں نہایت مفید اور اہم علم ہے۔ اس کا مقصد انسان کو صحیح فکر، درست استدلال اور منظّم اندازِ reasoning سکھانا ہے تاکہ وہ فکری غلطیوں سے حتی الامکان محفوظ رہ سکے۔

البتہ صرف منطق کا پڑھ لینا یا پڑھا دینا کافی نہیں ہوتا، بلکہ اس کے قواعد و اصول کو عملی طور پر استعمال کرنا ضروری ہے۔ جب تک انسان استدلال، گفتگو اور غور و فکر میں منطقی اصولوں کی رعایت نہیں کرتا، اس وقت تک اس کے اندر "ملکۂ منطق" پیدا نہیں ہوتا۔

جس طرح طب کی کتابیں پڑھ لینے سے انسان فوراً ماہر طبیب نہیں بن جاتا جب تک عملی مشق نہ کرے، اسی طرح منطق بھی مسلسل تطبیق اور تمرین کا تقاضا کرتی ہے۔ اگر کوئی شخص منطقی قواعد کو استعمال میں نہ لائے تو محض علم رکھنے کے باوجود خطا کا شکار ہو سکتا ہے۔

لہٰذا خطا کا سبب خود فنِ منطق نہیں، بلکہ اس کے اصولوں سے غفلت، تعصب، جلد بازی یا قواعد کی عدمِ رعایت ہے۔

سوال: منطقی کتب میں کونسی ترتیب رکھی گئی ہے؟

جواب : علمِ منطق کی کتب میں عموماً سب سے پہلے ایک مقدمہ ذکر کیا جاتا ہے، جس میں منطق کی تعریف، اس کا موضوع، غرض و غایت، اور اس کی ضرورت و اہمیت کو واضح کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بطورِ تمہید "لفظ" کی بحث پیش کی جاتی ہے، جس میں قولِ شارح اور مُعرِّف کو سمجھنے کے لیے بنیادی امور بیان کیے جاتے ہیں۔

اس تمہیدی گفتگو کے بعد "قولِ شارح" کو ذکر کیا جاتا ہے، جس سے مراد تعریف قائم کرنے کا منطقی طریقہ ہے۔ پھر "حجت اور دلیل" کا بیان آتا ہے، جو در حقیقت علمِ منطق کا مقصودِ اعظم ہے۔ تاہم اس سے قبل ایک مفصل تمہیدی بحث بیان کی جاتی ہے، جس کا سمجھنا طلبہ کے لیے نہایت ضروری ہوتا ہے۔

حاصل کلام:

حاصلِ کلام یہ ہے کہ علمِ منطق کے بنیادی طور پر دو بڑے مقاصد ہیں
(1) قولِ شارح و معرف
(2) حجت و دلیل

اور ان دونوں مقاصد کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے بعض تمہیدی مباحث کا جاننا از حد ضروری ہے۔ اگر طلبہ ان ابتدائی امور کو اچھی طرح نہ سمجھیں تو وہ اصل مقاصد تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ہم یہاں ان تمام مباحث کو ترتیب وار ذکر کریں گے تاکہ طلبہ کے لیے سمجھنا آسان ہو جائے۔

مقدمہ
⇕
لفظ کی بحث
⇕
کلیاتِ خمسہ
⇕
قولِ شارح
⇕
قضایا وغیرہ کا ذکر (تمہیدی گفتگو)
⇕
حجت؛ دلیل

طلبہ کی ایک غلطی

یہ بات پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ مذکورہ ترتیب میں ہر سابقہ بحث، لاحقہ بحث کے لیے تمہید اور مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے اگر طلبہ ان میں سے کسی ایک مرحلے کو بھی اچھی طرح نہ سمجھ سکیں تو بعد کے مباحث ان کے لیے دشوار بلکہ ناقابلِ فہم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس تسلسل اور ربط کا خاص خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

مزید بر آں یہ بھی مشاہدہ ہے کہ تعلیمی سال کے ابتدائی ایام میں بعض طلبہ تعطیلات کے بعد مزید غیر حاضری اختیار کر لیتے ہیں، جس کے نتیجے میں وہ ابتدائی اور بنیادی مباحث سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بعد میں وہ اس فن کو سمجھنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں، اور بسا اوقات یہ تاثر قائم کر لیتے ہیں کہ علمِ منطق نہایت مشکل ہے، حالانکہ مشکل دراصل ابتدائی مباحث سے عدمِ واقفیت کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اہلِ سنت کی جامعات میں زیرِ تعلیم تمام طلبہ و طالبات کو دونوں جہانوں میں کامیابی عطا فرمائے، اور انہیں امتِ مسلمہ کے لیے نافع، باصلاحیت اور باکردار رہنما بنائے۔

خادم العلم: محمد محمود نقشبندی مجددی تونسوی عفی عنہ (مدرس جامعۃ المدینہ فیضان پیر پٹھان تونسہ شریف)